175176 ـ مسلمانوں كے معركوں ميں حاصل ہونے والى غنيمت كا حكم

سوال

كسى جگہ ظلم و زيادتى كرنے والوں كے خلاف جہاد ميں مسلمان شريك ہوتے ہيں جس طرح كہ بوسنيا ميں ہوا، جب مجاہدين لڑتے ہيں تو وہ زمين بھى حاصل كرتے ہيں اور مال غنيمت اور اسلحہ وغيرہ بھى، جب ہم اسلامى ناحيہ سے بات كرتے ہيں تو پھر اسلام ميں تو چورى حرام ہے، ليكن كيا يہ چورى ہے؟
اور جب يہ ايسا نہ ہو تو پھر مسلمان شخص اس مال كو كس طرح استعمال كرے؟
اسے كون استعمال كرے گا، اور كيا اسے تقسيم كرنا واجب ہے، اور كسے ديا جائے گا؟ اور خمس سے كيا مراد ہے ؟
اللہ تعالى آپ كو جزائے خير عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ سبحانہ وتعالى نے اپنے راستے ميں كئى ايك عظيم مقاصد اور غايت كے ليے جہاد فرض كيا ہے، جس ميں دين اسلام كا غلبہ كرنا بھى شامل ہے، اور لوگوں كو دين اسلام كى معرفت دلانا، اور اس مقصد كى حقيقت كا ادراك كرانا بھى مقصود ہے جس كى بنا پر اللہ تعالى نے انہيں پيدا فرمايا ہے.

اور ان مقاصد اور اغراض ميں اس دين اسلام كے دشمنوں كى دشمنى كو ختم كرنا اور دور ہٹانا جو اس دين كے نور كو ختم كرنا چاہتے اور اس دين اور دين كے ماننے والوں كو مليا ميٹ كرنے پر تلے ہوئے ہيں.

اس كى دليل اللہ تعالى كا مندرجہ ذيل فرمان ہے:

جن مسلمانوں سے كافر جنگ كر رہے ہيں انہيں بھى مقابلے كى اجازت دى جاتى ہے، كيونكہ وہ مظلوم ہيں، اور بلاشبہ اللہ تعالى ان كى مدد پر قادر ہے، يہ وہ ہيں جنہيں ناحق ان كے گھروں سے نكالا گيا، صرف ان كے اس قول پر كہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے الحج (39).

آج جو كچھ بوسنيا، شيشان، كوسوو وغيرہ دوسرے اسلامى ملكوں ميں ہو رہا ہے يہ اسى ميں سے جس كى خبر اللہ

تعالی نے کفار کےمتعلق دیتے ہوئے فرمایا تھا:

وہ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے کفر کیا ہے تم بھی اسی طرح کفر کرنے لگو تو تم برابر ہو جاؤ گے.

اور ایك دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کاش تم کفر کا ارتکاب کرو.

اور ایك مقام پر فرمان باری تعالی ہے:

ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں البقرۃ (109).

اور ایك مقام پر فرمان باری تعالی ہے:

اور آپ سے یہودی اور عیسائی ہرگز راضی نہیں ہوسکتے حتی کہ آپ ان کے دین کی پیروی کرنی شروع کردیں.

اور اسی طرح مسلمانوں اور کفار کے مابین جاری لڑائی وہ تدافع اور دور ہٹانے میں سے ہے جو اللہ تعالی کی سنن کونیہ میں سے ہے، جس کا ذکر اللہ تعالی نے اس فرمان میں اس طرح کیا ہے:

چنانچہ اللہ تعالی کے حکم سے انہوں نے جالوتیوں کو شکست دے دی اور داود علیہ السلام کے ہاتھوں جالوت قتل ہوا، اور اللہ تعالی نے داود علیہ السلام کو مملکت و حکمت اور جتنا کچھ چاہا علم بھی عطا فرمایا، اگر اللہ تعالی بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالی دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہےالبقرۃ (251).

اور اسی طرح ایك جگہ فرمایا:

یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے، اگر اللہ تعالی لوگوں کو آپس میں ایك دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی منہدم کر دی جاتیں جہاں اللہ تعالی کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، جو کوئی اللہ تعالی کی مدد کرے گا اللہ تعالی بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بیشك اللہ تعالی بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے الحج (40).

دور حاضر میں آج مسلمانوں كا صربیوں اور روسیوں اور دوسرے كفار كے خلاف جنگ تو صرف ان كفار كے ظلم و ستم اور زيادتى كو ختم كرنے كے ليے ہے، اور يہ دفاعى جہاد ہے جو شريعت اسلاميہ ميں مشروع ہے، اور اس پر دين اسلام ميں پائے جانے والے جہاد كے سارے احكام لاگو ہوتے ہيں.

اور ان جنگوں اور لڑائيوں ميں جو كچھ مسلمان اسلحہ، اور آلات حرب، اور دوسرا سازوسامان، اور جائداد و بلڈنگيں وغيرہ حاصل كرتے ہيں يہ بالجملہ سب كچھ مسلمانوں كا ہے، اور يہ مال ان كے ليے حلال ہے، جيسا كہ فرمان بارى تعالى ہے:

لھذا جو كچھ حلال اور پاكيزہ غنيمت تم نے حاصل كى ہے خوب كھاؤ پيو.

اور غنيمت سے مراد اورمقصود وہ نقدى اور بعينہ مال وغيرہ ہے جس سے نفع حاصل كيا جائے، اور اسے مجاہدين اللہ تعالى كے راستے ميں كفار سے لڑائى كرتے ہوئے حاصل كرتے ہيں، يہ حاصل كردہ مال كئى ايك وجوہات كى بنا پر چورى ميں شامل نہيں ہوتا:

1 ـ چورى يہ ہے كہ محفوظ جگہ سے بغير كسى حق كے خفيہ طريقہ سے مال اڑايا جائے، اور يہ تو اس چورى كے بالكل مخالف ہے، جب كہ جہاد كا مال غنيمت اور فئ كے طور پر كفار سے حق كے ساتھ ليا جاتا ہے، اور اس ميں ہمارے ليے شرعى طور پر اجازت ہے.

اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

لھذا جو كچھ حلال اور پاكيزہ غنيمت تم نے حاصل كى ہے خوب كھاؤ پيو.

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا كفار كے ساتھ جہاد اور جنگوں ميں اس پر عمل بھى رہا ہے، اور ان كا سازوسامان سلب بھى كرتے رہے ہيں.

2 ـ چورى تو معصوم اور محترم مال ميں ہوتى ہے، اور لڑنے والے كفار كا مال معصوم اور محترم نہيں ہے.

3 ـ اس ميں كم از كم يہ كہا جا سكتا ہے كہ يہ برابرى كے باب ميں شامل ہوتا ہے، اس ليے كہ مسلمانوں كے مال سلب كيے گئے اور ان كے حقوق غصب ہوئے اوران كے گھر چھين ليے گئے، تو يہ ان كے حقوق كى واپسى ہے، اور جو كچھ ان كے ہاتھوں سے چھينا گيا ہے اسے واپس لينا ہے، لھذا يہ ان كے حقوق كى واپسى ميں شامل ہوتا ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر (الزام کا) کوئی راستہ نہیں
الشوری (41).

یعنی کوئی گناہ وغیرہ نہیں.

اور اس کے بعد فرمایا:

راستہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ناحق ظلم و ستم کرتے ہیں.الشوری (42)

جب یہ معلوم ہو گیا تو پھر مجاہدین کفار کے ساتھ لڑائی میں جتنا بھی مال حاصل کرتے ہیں وہ مال غنیمت اور مال فئ بنے گا، اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلا یعنی غنیمت وہ مال ہے جو لڑائی کر کے حاصل کیا جائے، اور دوسرا یعنی فئ بغیر لڑائی کیے حاصل ہوتا ہے، یعنی کفار مال چھوڑ کر بھاگ جائیں، یا بغیر لڑے ہی شکست تسلیم کرلیں.

شرعی طور پر غنیمت میں واجب یہ ہے کہ امام یا مجاہدین کا امیر یا مسئول اور کمانڈر اس مال کو جمع کرے اور اسے پانچ حصوں میں تقسیم کرے، ایك حصہ تو ان جگہوں میں تقسیم کیا جائے گا جو مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی میں مذکور ہیں:

فرمان باری تعالی ہے:

جان لو کہ تم جس قسم کی جو بھی غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ تعالی اور رسول کا اور رشتہ داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا الانفال (41).

اور باقی چار حصے لڑائی کرنے والے مجاہدین کے درمیان اس طرح تقسیم کیے جائیں گے کہ گھڑ سوار کو تین حصے؛ (ایك اس کا اور دو گھوڑے کے یہ اس وقت ہے جب لڑائی میں گھوڑے استعمال ہوں) اور پیدل کو ایك حصہ دیا جائےگا.

یہ مال مسلمان لشکر اور فوج کے لیے حلال اور پاکیزہ ہے، اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے مباح کرتے ہوئے فرمایا:

لهذا جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے خوب کھاؤ پیو.

اور خمس سے مراد وہی ہے جس کی طرف آیت اشارہ کر رہی ہے، اور وہ اس پہلی قسم کا مصرف ہے.

اور وہ یہ ہیں:

1 ـ اللہ تعالی اور اس کےرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ:

یہ بغیر کسی تعیین کے عام مسلمانوں کے مصالح اور رفاہ عامہ کے کام میں صرف کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالی نے اسے اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھا ہے، اور اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غنی و بے پرواہ ہیں، تو اس طرح علم ہوا کہ یہ اللہ کے بندوں کے لیے ہے اور جب اللہ تعالی نے کوئی مصرف متعین نہیں کیا تو یہ اس بات کی دلالت ہے کہ یہ عام مصلحت میں صرف کیا جائے گا.

دیکھیں: تفسیر ابن سعدی (3 / 169).

2 ـ اس میں سے ایك حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں اور بنو ہاشم اور بنی المطلب میں سے آل بیت کے لیے ہے، اس میں ان کا مالدار اور فقیر مرد و عورت سب برابر ہیں.

3 ـ یتیم: یہ وہ بچے ہیں جن کے ماں باپ نہیں اور وہ بالغ نہیں ہوئے.

4 ـ فقراء اور محتاج لوگ.

5 ـ مسافر، یہ وہ مسافر ہے جس کے پاس زاد راہ ختم ہو جائے اور وہ اپنے علاقے میں جانے کے لیے مال کا ضرورتمند ہو.

اور بعض مفسرین حضرات کا کہنا ہے کہ: (غنیمت کا خمس ان صنفوں سے باہر نہیں نکل سکتا، اور نہ ہی یہ لازم ہے کہ ان میں برابر ہو، بلکہ یہ مصلحت پر منحصر ہے) شیخ ابن سعدی رحمہ اللہ تعالی نےاسے ہی راجح کہا ہے.

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے تفسیر ابن کثیر (2 / 269) اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی زاد المعاد (3 / 100 ـ 105) دیکھیں.

واللہ اعلم .